محمد عبدالحلیم چشتی

# عہد جاہلیت میں عرب ثقافت اور اس کا تحفظ

## ثقافتی ورثے کی اساس

ہر قوم کو دنیا میں اپنی تین چیزیں' زمین' زبان اور مذہب سے محبت رہی ہے اور ان چیزوں کی حفاظت کی جاتی ہے' کیونکہ اس کے ثقافتی ورثے کی یہی اساس ہوتی ہے۔

عربوں کو بھی دور جاہلی میں یہی تین چیزیں زیادہ عزیز تھیں' گو ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا۔ (ا) اس کے باوجود انھیں اپنا ثقافتی ورثہ سب سے عزیز تھا' وہ اس ورثے کو سطور (کتاب) کے بجائے اپنے "صدور" (سینوں) میں نقش کرتے اور زبانی یاد رکھتے تھے' ان کے سینے خزائن العلم کہے جاتے تھے' ان خزائن علم کو عام کرنے کے لیے وہ خصوصی مجالس اور عمومی سالانہ میلوں کا اہتمام کرتے تھے۔ ان مقامات میں ثقافتی ورثے کو سینہ بہ سینہ منتقل کرتے اور اس کا تحفظ کرتے تھے' ان مجالس سے اس کی اشاعت ہوتی تھی اور یہی مراکز ابلاغ تھے' جنھیں وہ خصوصی مجالس اور عمومی سالانہ میلوں کے ذریعے آباد رکھتے تھے۔

## دور جاہلی میں خصوصی مجالس کا اہتمام

دور جاہلی میں علمی و ادبی ورثے کی حفاظت و اشاعت کے لیے عربوں میں خصوصی و عمومی ادبی مجالس کا عام رواج تھا' قبیلے کے سردار سرشام اپنے مکان کے بیرونی حصے میں آکر بیٹھتے' ان کے احباب بھی آجاتے' مختلف موضوع پر گفتگو ہوتی رہتی تھی اور یوں علم کو زندہ رکھا جاتا تھا چنانچہ عرب کا مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمی (۱۳ ق ھ - ۶۰۹م) ہرم بن سنان کی' جو شاعروں' دانشوروں کا بڑا قدردان تھا' تعریف میں کہتا ہے۔

**وفیھم مقامات حسان وجو ھہم وانديته ينتا بها القول و الفعل**

ان میں اچھی مجلسوں کا رواج ہے۔ ان کے سرداروں اور مجلسوں میں قول و کردار کے قصے بار بار آتے ہیں۔

**وان جئتهم الفيت حول بيوتهم**
**مجالس فديشفى باحلامها الجهل** (۳)

اگر تم وہاں آؤ تو ان کے گھروں کے آس پاس مجلس دیکھو گے' یہ علم و دانش کی مجلسیں جہل کا خاتمہ کرتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مجلسوں سے عرب اپنے تاریخی و ثقافتی ورثے کو دل و دماغ میں تازہ رکھتے اور پروان چڑھاتے۔ ذیل میں چند مجلسوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ بعض عربوں کے یہاں روزانہ اور بعض کے یہاں ہفتے میں ایک بار ایسی مجلس جمتی تھی۔ انہی مجلسوں میں ان کا ادبی سرمایہ عام ہوتا اور پروان چڑھتا تھا۔ بعض ارباب ثروت کے یہاں اس غرض سے علم و طعام کا انتظام کیا جاتا اور جسمانی و روحانی دونوں غذائیں فراہم کی جاتی تھیں' چنانچہ حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان تیمی قرشی (۵۱ ق ھ - ۵۷۳-۶۳۴ء) کی مجلس اس

باب میں دونوں صفات کی جامع تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

**كانت قريش تالف منزل ابى بكر رضى اللّٰه عنه لخصلتين للعلم و الطعام فلما اسلم' اسلم عامته من كان يجالسه (۴)**

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دولت کدے سے قریش دوگونہ صفات علم و طعام کی وجہ سے مانوس تھے' وہ جب اسلام لائے تو ان کے ساتھ جن کا اٹھنا بیٹھنا تھا' وہ بھی سب مسلمان ہوئے تھے۔

۲۔ غیلان بن سلمہ ثقفی (۲۳ھ - ۶۴۴ء) مصنف' دانشمند اور شاعر تھا۔ اس کے یہاں اس قسم کی مجلس ہفتے میں ایک بار منعقد ہوتی تھی۔ (۵) پھر یہ بھی اسلام لے آئے تھے۔

۳۔ قرآن مجید جب نازل ہونے لگا اور صبح و شام مجالس میں پڑھا جانے لگا' اس کی اثر آفرینی و دلکشی ان کے قلب و نظر کو موہنے لگی اور اس کی اخلاقی و روحانی تعلیمات سے ان کی زندگی میں انقلابی تبدیلی آنے لگی تو سرداران قریش میں سے مختلف زبانوں کے ماہر' عالم' نضر بن الحارث قرشی
(۳ ھ - ۶۴۲م) کی قومی' حمیت جاگ اٹھی اور اس نے اس کے توڑ کے لیے شاہان فارس وحیرہ اور رستم و اسفندیار کی داستانیں سنانے کے لیے اپنے یہاں مجالس منعقد کیں اور دوسری مجالس میں بھی یہ قصے سنانا شروع کیے۔ قرآن نے اس قسم کی مجالس کو "لهوالحدث" (یاد الٰہی سے غافل کرنے والی) مجالس قرار دیا۔ (٦) چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

**ومن الناس من يشترى لهو الحد يث ليضل عن سبيل**

**اللّٰہ بغیر علم و یتخذھا ھز وا اولئک لھم عذاب مھین**
(۷) (لقمان: ٦)

اور کوئی انسان ایسا بھی ہے جو اللہ سے غافل کرنے والی باتیں خرید کرتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے دوسروں کو گمراہ کرے اور اس راہ کی ہنسی اڑائے' ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

۴۔ دور جاہلی میں عربوں کا دستور تھا کہ وقت کی ممتاز شخصیات کے محل سرا کے باہر چبوتروں پر احباب جمع ہو جاتے اور مجلس جم جاتی تھی جیسا کہ گزر چکا ہے' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے ہمراہ اس قسم کی ایک مجلس میں اہل مجلس کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لائے' میر مجلس نے حضرت ابوبکرؓ سے ان کے قبیلے کے متعلق سوال کیا' حضرت ابوبکرؓ نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ خود گرفت میں آگیا۔ ان کا وہ جواب ضرب المثل مقولہ بن گیا' وہ مقولہ ہے۔

**ان البلاء موکل بالمنطق** (۸) (بعض وقت) بات سے پکڑ ہو جاتی ہے (سائل خود گرفتار بلا ہو جاتا ہے)

عہد جاہلی میں عرب انہی مقامی مجلسوں کے ذریعے اپنے ثقافتی ورثے کو زندہ رکھتے تھے۔

ابتدائے عہد اسلامی میں مدینے میں بھی مہاجرین قریش میں اس قسم کی مجلسوں کا رواج تھا اور انھیں مجلس القلادہ (علمی جواہر سے آراستہ مجلس) کہا جاتا تھا۔

۵۔ عبید اللہ بن عدی بن الخیار قرشی کا انتقال خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں ہوا تھا۔ اس کے مکان میں جو حضرت علیؓ کے مکان سے متصل تھا' مجلس القلادۃ منعقد ہوتی تھی' ایسی مجالس کا اہل علم کو تجسّس رہتا تھا چنانچہ

حضرت معاویہؓ اس قسم کی مجلس میں شرکت کرتے تھے اور شرکت کا موقع نہ ملتا تو اس مجلس کے متعلق پوچھتے تھے۔

**مافعل مجلس القلادہ** (۹) (مجلس قلادہ نے کن امور سے بحث کی تھی)۔

مسجد نبوی میں "اسطوانہ توبہ" کے پاس حضرت علیؓ نماز پڑھتے اور اٹھتے بیٹھتے تھے۔ یہاں مہاجرین قریش بھی آجاتے اور گفتگو کرتے تھے۔ اس مجلس کو بھی مجلس القلادہ کہا جاتا تھا۔ (۱۰) لیکن جلد ہی علمی و تدریسی حلقوں نے اس کی افادیت ختم کر دی تھی۔

۶۔ دور جاہلی میں بعض خاص ایام اور خاص مہینوں میں عمومی اجتماعات کا سلسلہ کم و بیش سال بھر قائم رہتا تھا۔ ربیع الاول میں دومتہ الجندل (شمالی نجد) میں جو بازار لگتا تھا اسے سوق دومتہ الجندل کہا جاتا تھا۔ ربیع الثانی میں بحرین میں بمقام ہجریہ بازار آباد ہوتا۔ جمادی الاولیٰ میں سوق عمان میں اس کی رونق نظر آتی۔ جمادی الثانی میں پھر سوق المشقر (حضر موت) میں اس کی چہل پہل رہتی۔ رجب میں سوق صحار (حضرت موت) آباد کیا جاتا تھا۔ شعبان میں عمان و عدن کے مابین سوق شحر (حضرت موت) چمکتا دمکتا دکھائی دیتا۔ رمضان میں یمن کے جزیرہ نما سوق عدن (بین جنوبی یمن) میں یہ بہار لوٹ آتی' شوال میں سوق صنعا (شمالی یمن) اور سوق حضر موت کی رونق دلوں کو لبھاتی تھی۔

عہد جاہلیت میں عربوں کے عمومی اجتماعات میں یاران نکتہ دان کے لیے صلائے عام ہوتی' مذہب و ملت اور رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہیں تھا' بلا روک ٹوک ہر ایک کو شرکت کی عام اجازت تھی' چنانچہ بڑے بڑے اجتماعات میں یہودی اور نصرانی سب شریک ہوتے تھے' ان اجتماعات کو "اسواق العرب" یا "مواسم العرب" کہا جاتا۔

۷۔ ذوالقعدہ میں سب کا مرکز توجہ سوق عکاظ (۱۱) تھا۔ سب سے بڑا سالانہ اجتماع یہاں ہوتا تھا۔ ملک کے کونے کونے سے ہزاروں کی تعداد میں عرب یہاں آتے تھے اور دیگر سرگرمیوں کے علاوہ علمی و ادبی سرگرمی کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا' جاہلی شاعر ابو ذویب کہتا ہے۔

انا بنی القباب علی عکاظ
وقام البیع و اجتمع الالوف (۱۲)

عکاظ میں جب خیمے نصب کیے جاتے ہیں اور سودا لینے دینے والے کھڑے ہوتے ہیں اور ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے (جو قابل دید منظر ہے)

۸۔ سالانہ ادبی سرگرمیوں کا آغاز عکاظ میں ۵۴۰ء سے ہوا تھا۔ اس میلے کی سب سے ممتاز خصوصیت ادبی و شعری سرگرمیاں تھیں۔ تمام میلوں میں اس میلے کو فوقیت حاصل تھی۔

سوق عکاظ میں شعرا اور قبائل عرب کو باہمی فخرو مباہات کا موقع ملتا تھا' اس لیے اسے عکاظ کہا جاتا تھا' نامور شعرا کے یہاں خیمے نصب کیے جاتے جن میں وہ ٹھہرتے تھے' چنانچہ نابغہ ذبیانی زیاد بن معاویہ (تقریباً ۱۸ ق ھ - ۶۰۴ء) جب سوق عکاظ میں آیا تو وہ سرخ کھال کے خیمے میں ٹھہرا تھا۔ (۱۳)

یہاں شعرا' اساتذہ فن کو اپنا کلام سناتے اور داد پاتے۔ (۱۴) ان کے کلام کے متعلق ان سے رائے معلوم کی جاتی اور مختلف شاعروں کے کلام میں محاکمہ کیا جاتا تھا۔ (۱۵) یہیں نامور شعرا اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کرتے تھے۔ (۱۶)

اس اجتماع کو دور جاہلی میں نشرگاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ یہاں سے عرب شاعروں کا کلام پورے ملک میں پھیلتا اور تمام قبائل میں پہنچتا اور ہر جگہ

پڑھا اور سنا جاتا تھا۔ ایک دفعہ امیہ بن خلف جمحی نے دربار نبویؐ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت کی ہجو کہی تو انھوں نے اسے للکارا اور کہا یاد رکھو' عکاظ کے بازاروں میں میرا کلام تمھیں رسوا کردے گا۔ چنانچہ فرمایا۔

**اتانی عن امیه زور قول**

**وماهو با لمغیب بذی حفاظ**

مجھ تک امیہ بن خلف کا بے بنیاد قول پہنچا۔ باخبر لوگوں سے اس قول کی حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔

**سا نشر ان بقیت لکم کلامًا**

**ینشر فی المجامع من عکاظ** (۱۷)

میں زندہ رہا تو ایسا کلام پیش کروں گا جو عکاظ کے مجمعوں میں سنایا جائے گا۔

مشہور شہسوار جاہلی شاعر طریف بن تمیم عنبری کہتا ہے۔

**او کلما وردت عکاظ قبیلته**

**بعثوا الی عریفهم یتوسم**

جب کبھی کوئی قبیلہ عکاظ میں آیا' اس نے مجھے پہچاننے کے لیے اپنے واقف کار کو میرے پاس بھیجا۔

**فتوسمونی اننی انا نلکم**

**شاکی السلاح فی الحوادث تعلم** (۱۸)

چنانچہ انھوں نے مجھے پہچانا بلاشبہ میں وہی ہوں جو جنگ میں ہتھیار بند پہچانا جاتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور جاہلی میں سوق عکاظ تشریف لائے۔ اس ادبی اجتماع میں قس بن ساعدہ پادری کو دیکھا اور اس کا وہ فصیح و بلیغ خطبہ سنا' جو ادب عربی کے شہ پاروں میں شمار کیا جاتا ہے' اس کی وجہ سے وہ آج بھی

عربی ادب کی کتابوں میں زندہ ہے۔ (۱۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے سوق عکاظ (۲۰) اور ذی المجاز میں تشریف لے گئے تھے۔ (۲۱)

سوق عکاظ، سوق المجنہ (۲۲) اور سوق ذی المجاز (۲۳) میں عرب کبھی بیس دن، کبھی دس دن، کبھی آٹھ دن ٹھہر کر عام ادبی اجتماعات کر کے اپنی قبائلی روایات کا مظاہرہ کرتے تھے، جونہی ذی القعدہ کا چاند نظر آتا تو سوق عکاظ میں بیس دن قیام کرتے۔ سوق مجنہ میں دس دن ٹھہرتے، پھر ذی الحجہ کا چاند دکھائی دیتا تو آٹھ دن سوق ذی المجاز میں گزارتے، یوم الترویہ (نوی ذی الحجہ) کو دو تین دن کا پانی لے کر عرفہ پہنچتے تھے۔

ان بازاروں اور ان میلوں میں یہ لوگ، سامان خریدتے، فیصلے چکاتے، فدیہ دیتے، قیدی چھڑاتے اور عمومی ادبی اجتماعات کرتے تھے۔

اس امر سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سوق عکاظ کو ثقافتی ورثے کی نشرو اشاعت میں کیسا بلند مقام حاصل تھا کہ سال بھر کی ذہنی کاوشوں کے ثمرات کو اس بازار میں قوم کے سامنے پیش کر کے سند قبول حاصل کی جاتی، اسے پاسبانوں تک پہنچایا جاتا، ادبی افق پر نئے ابھرنے والے ستاروں کے کلام و خطبات سے عوام و خواص کو روشناس کرایا جاتا، اس طرح ان کا علمی و ثقافتی ورثہ ان کی پرانی روایات کے مطابق ان کے "صدور" (سینوں) میں نقش کیا جاتا تھا، چنانچہ وہ ان ادبی اجتماعات کے اختتام پر جب مناسک حج ادا کرنے عرفہ و مزولفہ جاتے، تو پندار کا صنم کدہ ساتھ ہوتا۔ زبانوں پر وہی داستان رہتی جو ان ادبی اجتماعات میں سنائی جاتی تھی، قرآن نے ان کو اس حرکت سے روکا اور بتایا کہ ان ایام میں قلب و نظر کو یاد الٰہی سے روشن رکھنا چاہیے۔ دعا و مناجات میں مصروف رہنا چاہیے چنانچہ قرآن نے فرمایا ہے:

فانا قضیتم مناسککم فاذ کروا اللّٰہ کذکر کم اباء کم

اوا شد ذکرا (۲۴) (البقرہ : ۲۰۰)

اور پھر حج کے ارکان ادا کر چکو تو جس طرح پہلے اپنے آباواجداد کا ذکر کرتے تھے' اس طرح اب اللہ کا ذکر کرو' بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

خوارج نے سوق عکاظ کو جو کبھی عرب سرزمین میں سالانہ ادبی سرگرمیوں کا مرکز تھا' ۷۴۶ء میں ایسا لوٹا کہ پھر یہ آباد نہ ہوا۔ (۲۵)

اور اس کی جگہ بصرہ میں مربد نے اور کوفہ میں کناسہ نے لے لی تھی۔

رہے نام اللہ کا۔

---

# حواشی

۱۔ ابن سعد' طبقات الکبیر' مطبعتہ بریل' ج ۳ ق ۲' ص ۲۴ و ۳۵ و ۷۷ و ۱۴۸ و ج ۶ ص ۳۶

احمد بن یحییٰ البلاذری: فتوح البلدان' تحقیق صلاح الدین المنجد' القاہرہ' ۱۹۵۶ء' ج ۳' ص ۵۸۳

۲۔ شمس الدین الذہبی : تذکرۃ الحفاظ' حیدر آباد دکن' مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ' ۱۳۷۶م' ج ۱' ص ۱۶۰

۳۔ دیوان زہیر' القاہرہ' دارالکتب المصریہ' ۱۳۶۳ھ' ص ۱۱۳' احمد ابراہیم الشریف: المکتہ و المدینتہ فی الجاہلیتہ و عہد الرسول' ط ۲' القاہرہ'

دارا لفکر العربی، ۱۹۶۵، ص ۲۷

۴۔ عمرو بن بحر الجاحظ: البیان و التبیین تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، ط ۳ القاہرہ، مکتبہ الخانجی، ۱۳۸۸ھ، ج ۴،ص ۷۶۔ ابن ھشام: السیرۃ النبویہ۔ تحقیق مصطفیٰ السقا، ابراہیم الانباری، ط، القاہرہ عیسیٰ البابی الحلبی، ۱۳۷۵ھ، ج ۱، ص ۲۵۰

۵۔ محمد بن حبیب، کتاب المحبر، حیدر آباد دکن، مطبعتہ دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۶۱ھ، ص ۳۵۷، احمد بن محمد المیدانی: مجمع الامثال مصر، ۱۳۵۲ھ، ج۱، ص ۴۱، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، بغداد، مکتبہ المثنیٰ، ۳ /۱۸۹

خیرالدین الزرکلی: الاعلام ط ۴، بیروت، ۱۳۹۹ء ۵ / ۱۲۴

۶۔ محمد بن جریر الطبری: جامع البیان، (سورہ لقمان)

۷۔ عبدالرحمٰن السہیلی: الروض الانف، مصر، مطبعتہ الجمالیہ، ۱۳۳۲ھ، ج۱، ص ۱۸۸۔ ۱۹۰

۸۔ احمد بن محمد المیدانی، مصر، ج۱، ص ۱۷

۹۔ بورج بن عمرو السدوسی: کتاب حذف من نسب قریش، تحقیق صلاح الدین المنجد، القاہرہ، مکتبہ دارالعروبہ، ۱۹۶۰ء ص ۴۳

۱۰۔ علی بن احمد السمہوری: وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۹۳ھ، ج ۲، ص ۴۴۹

۱۱۔ سوق عکاظ، قرن المنازل، سے پہلے براہ صنعا ایک مرحلے پر اور طائف سے بارہ میل پر واقع ہے، یہ قیس بن عیلان اور ثقیف کا بازار تھا۔ محمد عبداللہ بن احمد الازرقی: اخبار مکہ، تحقیق رشدی الصالح محسن، ط ۳، بیروت، دارالاندلس، ۱۳۸۹ھ، ۱۹۶۹ء، ج۱، ص ۱۹۰، ۱۹۱، احمد عطیتہ اللہ: القاموس الاسلامی، القاہرہ، مکتبہ النہضتہ المصریہ، ۱۳۸۶ھ، ج ۲، ص ۴۵۰، ابن منظور

الافریقی : لسان العرب، طبعتہ بولاق، ج ۹، ص ۲۲۷، (مادہ **عکظ**)، **الآلوسی**:
بلوغ الارب ج۱، ص ۲۶۷)

عصر حاضر میں اس کے محل وقوع کا تعین

سوق عکاظ مکہ سے طائف کو جاتے وقت دو مرحلے پر نہر قانس کے سامنے واقع ہے، سوق عکاظ کا اصل مقام یہی ہے۔ قانس، یمن، عراق و مکہ کا جنکشن ہے۔ اس میں اور طائف میں ایک مرحلے کا فاصلہ ہے، جو شخص قانس یا عکاظ پر کھڑا ہو گا، وہ اس کے قریب دو اونچی جگہیں دیکھے گا۔ ایک کو دمہ اور دوسری کو بہیہ کہتے ہیں۔ دمہ اور اس وادی کے درمیان جو سیل یمانیہ کی گھاٹی کے راستے سے گزرنے والے ہیں، عکاظ ان کے مابین حد فاصل ہے۔

خیر الدین زرکلی کا بیان ہے کہ میں نے بہت سے اہل طائف کو یہ کہتے سنا ہے کہ عکاظ اس جگہ واقع تھا جو آج القہاوی کے نام سے طائف کی وادی لیہ میں واقع ہے، مگر مشہور بات وہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کی کہ مقام عکاظ قانس ہے، اس دیار کے بیشتر واقف کاروں کا یہی خیال ہے، لیکن امیر شکیب ارسلان فرماتے ہیں:

کیا اس امر کا احتمال نہیں کہ عرب ایک بار سوق عکاظ قانس میں اور ایک بار قہاوی میں منعقد کرتے ہوں، زرکلی کا یہ قول کہ قہاوی، وادی لیہ میں واقع ہے، محل نظر ہے، اس لیے کہ قہاوی، وادی لیہ نہیں، اور نہ وادی لیہ اس مقام سے قریب ہے۔ میں وادی لیہ کو جانتا ہوں، یہ وہ مقام ہے جس میں سرسبز باغات، فراواں پانی، ہرے بھرے درخت ہیں، انگور کی بیلیں ہیں اور انار کے درخت ہیں۔ قہاوی وہ مقام ہے جسے ہم سب جانتے ہیں۔ وہ خشک و مستوی صحرا ہے، اس میں بیری وغیرہ کے درخت اور جھاڑیاں ہیں۔ گویا دونوں کے آرا میں ہم آہنگی ممکن نہیں ہے۔

(شکیب ارسلان: مختارات نقدیہ فی اللغتہ والادب و التاریخ تالیف سعود المولیٰ،

بیروت' دارالکلمتہ للنشر' ۱۹۸۲ء' ص ۹۰)
۱۲- ابن منظور الافریقی' مادہ " عکظ "
۱۳- ابن قتیبہ : الشعر و الشعراء' تحقیق احمد محمد شاکر' ط' ۲' القاہرہ' دارالمعارف' ۱۳۸۶ھ' ج ۱' ص ۱۶۷
۱۴- ایضاً' ج ۱' ص ۱۵۹ و ۱۶۵
۱۵- ایضاً' ج ۱' ص ۳۴۴
۱۶- الاصفہانی: کتاب الاغانی' ج ۴' ص ۳۵' ( طبعہ ساسی)
۱۷- محمد طاہر درویش: حسان بن ثابت' ط' ۲- القاہرہ دارالمعارف' ۱۹۷۶ء' ص ۱۶۲-
۱۸- الآلوسی' ج ۱' ص ۲۶۸' عکاظ میں اجتماع ماہ حرام' میں ہوتا تھا جس میں قتال و جدال ممنوع ہے' کوئی کسی سے تعرض نہیں کرتا تھا' تاہم شہسوار اپنے چہرے پر اس طرح قناع' (چادر) ڈالے رہتے تھے کہ دشمن بآسانی شناخت نہ کرسکیں' اور میدان جنگ میں اس کے تیغ کے جوہر دیکھیں۔ شاعر نے شعر میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔
۱۹- احمد بن الحسین البیہقی : دلائل النبوۃ و معرفتہ احوال صاحب الشریعہ تحقیق احمد صقر' القاہرہ' المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیتہ' ۱۳۹۸ھ' ج ۱' ص ۴۵۳- ۴۶۳' ابن کثیر' البدایہ و النہایہ' القاہرہ' مطبعتہ السعادہ' ج ۲' ص ۲۳۰- ۲۳۷' ابن درستویہ نے اس کے حالات میں کتاب لکھی ہے۔
۲۰- ابن کثیر' ۳' ص ۱۴۱
۲۱- ایضاً' ص ۱۳۹
۲۲- سوق مجنہ' مکہ کے زیریں حصے میں بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے' یہ کنانہ کی سرزمین اور بازار تھا۔ (الازرقی' ج ۱' ص ۱۹۰- ۱۹۱' لسان العرب' مادہ "جن"' ج ۱۶' ص ۲۵۴

۲۳۔ ذوالمجاز۔ یہ موقف عرفہ کی دائیں جانب .علب پہاڑ کے قریب جانب عرفہ سے ایک فرسخ کی مسافت پر واقع ہے (الازرقی' ج۱' ص ۱۹۰۔ ۱۹۱) ابن منظور الافریقی : لسان العرب' مادہ' "جوز" ج ۸' ص ۱۹۰ یاقوت' معجم البلدان بیروت' دارصادر' ج ۴' ص ۱۴۲' مصطفیٰ صادق الرافعی: تاریخ آداب العربیتہ' ط' ۴' بیروت' دارالکتاب العربی' ۱۳۹۴ھ' ج ۳' ص ۱۸۸

۲۴۔ محمد بن جریر الطبری' جامع البیان من تاویل آی القرآن' ط' ۲' القاہرہ' مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی' ۱۳۷۳ھ' ج۲' ص ۲۹۵۔ ۲۹۸' ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم' القاہرہ' عیسی البابی الحلبی' ب' ت' ج ۱' ص ۲۴۳' محمد بن احمد القرطبی : الجامع الاحکام القرآن' القاہرہ' مطبعتہ دارالکتاب المصریہ' ۱۹۳۶ء' ج ۲' ص ۴۳۱' عبدالرحمٰن السیوطی: الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور' طہران' المکتبہ الاسلامیتہ' ۱۳۷۷ھ ج۱' ص ۲۳۳' محمود بن عمر الزمخشری' الکشاف' القاہرہ' مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی' ۱۳۶۷ھ' ج ۱' ص ۲۶۵۔ ۲۶۶۔

۲۵۔ احمد محمد الحوفی : الحیاۃ العربیتہ من الشعر الجاہلی' ط' ۴' القاہرہ' مکتبہ نہضتہ مصر' ۱۳۸۲ھ' ص ۶۱۔